عبد الرشید ارشد

خاندانی منصوبہ بندی کے طبی نقصانات

اگرچہ عقل وشعور اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ خالق ومالک نے قرآن حکیم میں اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے انسان سے جو مطالبات کیے ہیں' وہ انسان ہی کی بھلائی کے لیے ہیں مگر عقل وشعور کا دعویدار کم فہم انسان اسے ملا کی سوچ' قرآن وحدیث کے لیے ملا کی "فرسودہ تاویلات" کہہ کر رد کر دیتا ہے اور "جدید ملا" کی زبان سے ہم آہنگ تحقیقات پر فریفتہ نظر آتا ہے اور دنیوی لذت کے لیے من پسند فتووں پر عمل کرتے ہوئے اپنی "عملی زندگی بمطابق شریعت" پر نازاں ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی کی "ملک گیر تحریک یا باضابطہ محکمانہ سرگرمیوں" کے لیے قرآن و حدیث میں کوئی حکم' کوئی اجازت یا کوئی گنجائش موجود نہیں ہے البتہ ممانعت قرآن وحدیث میں واضح طور پر ملتی ہے۔ انفرادی سطح پر بہ امر حقیقی مجبوری اور ضرورت محدود گنجائش بہ کراہت پائی جاتی ہے' وہ بھی شرائط کے ساتھ' خدا خوفی کے ساتھ۔

انسان کے خالق کو اس امر کا بخوبی علم تھا کہ میری تخلیق کردہ انسانی مشین کے فطری فعل میں رکاوٹ اس مشین کو اس کے اصل مقاصد سے نہ صرف یہ کہ دور لے جائے گی بلکہ پوری مشین ہی کو تہس نہس کر دے گی۔ عمومی زندگی میں اسے کسی شعبہ زندگی پر منطبق کریں تو یہی کیفیت دیکھنے کو ملتی ہے اور یہی کچھ حضرت انسان کی اپنی جسمانی مشینری کا حال ہے۔

پیشتر اس کے کہ علم خاندانی منصوبہ بندی کے انسانی جسم و جان پر' اس کے اخلاق وکردار پر پڑنے والے اثرات بد کا ذکر کریں' ہم قرآن حکیم کا حکمت ودانائی سے بھرپور حکم آپ کے سامنے رکھتے ہیں' تاکہ حکم کی حکمت کے انحراف پر آپ بخوبی آگاہ ہوں۔

ولا مرنهم فليغيرن خلق الله (النساء: ۱۱۹) "اللہ کی تخلیق میں تغیر کرنا"

خاندانی منصوبہ بندی والے فوراً" کہیں گے کہ ہم تو کوئی قطع وبرید نہیں کرتے۔ مگر اس دعوے کے باوجود وہ تغیر کے مرتکب ہوتے ہیں' مثلاً عورت اور مرد کا مقصد تخلیق بندگی کے دیگر تمام تقاضوں کی طرح ایک تقاضے کے طور پر اولاد پیدا کرنا ہے اور اس میں رکاوٹ خواہ کسی بھی طریقہ سے ہو' غیر حکیمانہ اور مقصد سے بغاوت ہے جس کے مثبت نتائج کبھی سامنے نہیں آ سکتے۔ یہ عملاً محال ہے اور فطرت سے کھلی جنگ ہے۔ تغیر کے معنی صرف یہی نہیں کہ قطع وبرید کی جائے۔ تغیر تو دریا کے فطری بہاؤ کو نیا رخ دینا بھی ہے۔

انسانی جسم وجان پر مرتب بد اثرات

ہم یہاں بعض ماہرین کی آرا سامنے لاتے ہیں تاکہ فنڈا میسلزم کے طعنے سے بچ سکیں۔ یہ انہی میں سے ہیں جو ہمیں تو گولیاں کھلانے اور نس بندی پر مصر ہیں۔ مگر خود اس سے محفوظ رہتے ہیں۔

○ "جذبہ جنسی آخر کس چیز کا غماز ہے اور کس مقصد کے حصول کے لیے ہے؟ یہ بات کہ اس کا تعلق افزائش نسل سے ہے' بالکل واضح ہے۔ حیاتیات (بیالوجی) کا علم اس معاملے کو سمجھنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ یہ ایک ثابت شدہ حیاتیاتی قانون ہے کہ جسم کا ہر عضو اپنا خاص وظیفہ انجام دینا چاہتا ہے اور اس کام کو پورا کرنا چاہتا ہے جو فطرت نے اس کے سپرد کیا ہے۔ نیز یہ کہ اگر اسے اپنا کام کرنے سے روک دیا جائے تو لازما الجھنیں اور مشکلات پیدا ہو کر رہتی ہیں۔ عورت کے جسم کا بڑا حصہ بنایا ہی گیا ہے استقرار حمل اور تولید کے لیے۔ اگر ایک عورت کو اپنے جسمانی اور ذہنی نظام کا یہ تقاضا پورا کرنے سے روک دیا جائے تو وہ اضمحلال اور اندرونی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگی۔ اس کے برعکس ماں بن کر وہ ایک نیا حسن' ایک روحانی بالیدگی پا لیتی ہے' جسمانی اضمحلال پر قابو پا لیتی ہے"

○ "ایک عورت کو اولاد کی ضرورت صرف اس بنا پر ہوتی ہے کہ یہ اس کی مادری جبلت کا تقاضا ہے یا یہ کہ اس خدمت کی انجام دہی وہ اوپر سے عائد کردہ اخلاقی ضابطے کی بنا پر فرض سمجھتی ہے بلکہ دراصل اسے اس کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ اس کے جسم کا سارا نظام بنا ہی اس کام کے لیے ہے۔ اگر اسے جسم کے مقصد کی تخلیق سے ہی باز رکھا جائے یا محروم کر دیا جائے تو اس کی پوری شخصیت بے کیفی' محرومی اور شکست وریخت کا شکار رہے گی"

The Paychology of Sex by Dr.Oswald Schwar)
(بحوالہ اسلام اور ضبط ولادت صفحہ ۷۵'۷۶)

○ "وظائف تولید کی انجام دہی عورت کی معیاری تکمیل کے لیے ناگزیر ہے۔ یہ ایک احمقانہ فعل ہے کہ عورتوں کو تولید اور زچگی سے برگشتہ کیا جائے۔"

Man the Unkown by Dr. Alixis Carl)
(بحوالہ اسلام اور ضبط ولادت صفحہ ۷۵

ان فطری تقاضوں کے آگے غیر فطری بند باندھنا ہی خلق اللہ کو بدلنے کی جسارت ہے جس کے سبب نسل کی تباہی یقینی ہے کیونکہ ایک مرد کی یوں تباہی کا دائرہ محدود ہے اور اس کے مقابلے میں ایک عورت کی تباہی ایک خاندان کی تباہی پر رکتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر نسل پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ذرا دیکھئے۔

○ "مانع حمل وسائل کے استعمال سے مردوں کے جسمانی نظام میں برہمی پیدا ہو سکتی ہے۔ عارضی طور پر ان میں مردانہ کمزوری یا نامردی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ مجموعی حیثیت سے کہا جا سکتا ہے کہ ان وسائل کا کوئی زیادہ برا اثر بظاہر مرد کی صحت پر نہیں پڑتا۔ مگر اس بات کا ہمیشہ خطرہ ہے کہ مانع حمل وسائل کے استعمال سے جب مرد کو دوران مباشرت اپنی خواہش کی مکمل تسکین نہ ہوگی تو اس کی عائلی زندگی کی مسرتیں غائب ہو جائیں گی اور وہ دوسرے ذرائع سے تسکین حاصل کرنے کی کوشش کرے گا جو اس کی صحت برباد کر دیں گے اور ممکن ہے امراض خبیثہ میں مبتلا کر دیں۔"

○ "جہاں طبی لحاظ سے منع حمل ناگزیر ہو، وہاں تو منع حمل کی (انفرادی) تدبیر عورت کی صحت پر اچھا اثر ڈالتی ہے لیکن جہاں یہ ناگزیر ضرورت نہ ہو، وہاں منع حمل کی تدابیر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عورت کے عصبی نظام میں سخت برہمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں بد مزاجی اور چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ جب اس کے جذبات کی تسکین نہیں ہوتی تو شوہر کے ساتھ تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں میں زیادہ نمایاں دیکھے گئے ہیں جو عزل (Coitus Interruptus) کا طریقہ اختیار کرتے ہیں"

(Report by British National Birth rate Commission)

○ "ضبط ولادت کے طریقے، فرزج ہوں، جراثیم کش دوائیں، گولیاں، کنڈوم وغیرہ جو بھی ہوں، کے مسلسل استعمال سے عورت میں عصبی ناہمواری، پژمردگی، افسردہ دلی، طبیعت کا چڑچڑا پن، اشتعال پذیری، غمگین خیالات کا ہجوم، بے خوابی، پریشان خیالی، دل ودماغ کی کمزوری، دوران خون کی کمی، ہاتھ پاؤں کا سن ہو جانا، جسم میں کہیں کہیں ٹیسیں اٹھنا، ایام ماہواری میں بے قاعدگی پیدا ہونا ان کے لازمی اثرات ہیں۔"

(چالیس سالہ تجربہ کے بعد لیڈی ڈاکٹر کی رائے۔ بحوالہ اسلام اور ضبط ولادت)

○ "اسقاط کی وجہ سے بہت بڑی تعداد میں ایسے مریضانہ اثرات مرتب ہوتے ہیں جو آئندہ تولید کے امکانات کو بری طرح مجروح کر دیتے ہیں"

("The Abortion Problem" - Tauuseing Fredrick J. Proceedings of the conference of National Committe on Maternal Health, Baltimore, page 39)

○ "مانع حمل ذرائع میں کوئی طریقہ بھی ایسا نہیں ہے جو بد اثرات نہ چھوڑتا ہو"

○ "بعض صورتوں میں ضبط ولادت کے نتائج خطرناک نکلتے ہیں۔ سکون قلب جاتا رہتا ہے، نفسیاتی ہیجان پیدا ہوتا ہے، اعصابی بے چینی رہنے لگتی ہے، نیند غائب ہو جاتی ہے، انسان مراق اور ہسٹریا کا شکار رہنے لگتا ہے، دماغی توازن بگڑ جاتا ہے، عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں اور مردوں میں قوت مردی زائل ہو جاتی ہے۔"

(Family Planning, Dr. Sitawa, Pakistan Times, Sep. 21, 59)

○ "ضبط ولادت کی گولیاں خطرناک نتائج کی حامل ہیں۔ ان کے استعمال سے سر چکرانا اور دیگر اعصابی تکالیف ہی نہیں بلکہ سرطان (Cancer) جیسے موذی مرض کے پیدا ہونے کا خدشہ بھی ہے" (بحوالہ صدق جدید لکھنؤ ۱۸ نومبر ۶۰ء)

انسان خصوصا خواتین کی جس صحت کی حفاظت کے نام پر خاندانی منصوبہ بندی والے اس کو دم کٹی لومڑی کی طرح بسلا پھسلا کر اپنے ڈھب پر لا کر صحت اور خوشحالی کے سبز باغ دکھاتے ہیں، وہ صحت کس طرح برباد ہوتی ہے اس پر خود خالقین خاندانی منصوبہ بندی کے گھر کے بھیدیوں کی طبی آرا جو طویل تجربات اور تجزیوں پر مبنی ہیں، پانی پھیرنے کے لیے کافی ہیں۔ قرآن وحدیث کی بات تو ملا کی تاویل سہی، یہ روشن خیال انگریز کیا کہتے ہیں اسے بار بار پڑھیے اور ہمت ہے تو فنی بنیادوں پر جھٹلائیے۔

یہ آرا اپنی جگہ، امر واقع یہ ہے کہ ہمارے ہسپتال میں ایسی مریض خواتین علاج کے لیے آتی ہیں جن کی ہسٹری لینے کے دوران اکثر مرض کی ابتدا کی تہہ میں چھلا، گولیاں، اپریشن پایا جاتا ہے۔ آج ریڈیو، ٹی پر قوم کو زیادہ بچوں کے سبب کینسر سے ڈرایا جا رہا ہے حالانکہ بات الٹ ہے۔

صرف یہی قابل توجہ اور عملاً تحقیق طلب مسئلہ نہیں بلکہ خاندانی منصوبہ بندی کی داعی خواتین سے سوال کیا جا سکتا ہے کہ خود ان کی اپنی برادری میں کتنے فی صد خواتین خاندانی منصوبہ کے مانع حمل ذرائع سے متمتع ہیں یا وہ خود تو محفوظ و مامون ہیں مگر گرد وپیش ہر کسی کی "دم کٹوانے" پر مصر ہیں؟ یہ سروے بہرحال دلچسپ بھی ہوگا اور عبرت انگیز بھی۔ یہی سوال عمائدین حکومت سے بھی پوچھا جا سکتا ہے جو ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کی خوشنودی کے لیے ہر سیمینار میں خاندانی منصوبہ بندی کی برکات بیان کرتے نہیں تھکتے بلکہ ٹی وی پر اس فحاشی کو فروغ دے رہے ہیں۔